بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصریحات

یہ امر خوش آئند ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے سلسلہ میں قانونِ شہادت زیرِ بحث آیا ہے، ورنہ عوام اس قسم کی اصطلاحات سے نا آشنا ہی کب تھے — اور علماء نے بھی ان مسائل پر سوچنے کی زحمت کہاں گوارا فرمائی تھی؟ — لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ ماضی کی کوتاہیوں کا ازالہ اس انداز سے کیا جائے کہ ہمارا حال بھی ماضی بن کر رہ جائے اور ہم بدستور محرومیوں کا شکار رہیں۔

اس اجمال کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ قانونِ شہادت کی تلاش میں قرآن مجید کی آیات کے مفہوم و مطالب اس معلّم انسانیت، رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات و راہنمائی کے بغیر متعین کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جن کا مقصدِ بعثت ہی، اسی قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا گیا ہے:

"وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"

"(یہ رسولؐ) ان (مسلمانوں) کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے!"

نیز فرمایا: "وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس"

کہ "ہم نے آپؐ کی طرف ذکر نازل فرمایا ہے، تاکہ آپؐ اسے لوگوں کے سامنے بیان کریں"!

ظاہر ہے، اس طرح جہاں ہم کتاب اللہ کو سمجھنے اور منشاء خداوندی کو پانے میں ناکام رہیں گے، وہاں قرآنِ مجید بھی بازیچۂ اطفال بن کر رہ جائے گا — اور صورتِ حال کچھ یوں ہو گی کہ:

ع زمن بر صوفی و ملّا سلامے کہ پیغام خدا گفتند ما را
ولے تاویل شاں در حیرت انداخت خدا و جبرائیل و مصطفیٰ را

چنانچہ قانونِ شہادت کو نہ صرف مرد و زن کی فرضی ہمدردی و عداوت کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے، بلکہ اس جذبہ کے تحت قرآن مجید کی عجیب و غریب تفاسیر و مطالب بیان کرکے کتاب اللہ سے کھینے کی سعی نامشکور بھی کی جا رہی ہے!

مثلاً حدود و قصاص کے سلسلہ میں عورت کی شہادت قابلِ قبول نہیں ہے ــــ لیکن اس سلسلہ میں ایک اشکال یہ سامنے آیا ہے کہ اگر ایک مکان میں دو عورتیں تنہا ہوں، اور کوئی دشمنِ انسانیت اس مکان میں گھس کر ان دو میں سے ایک عورت کو قتل کر دے اور سامان وغیرہ بھی لوٹ لے جائے، اب عورت کی گواہی اگر قابلِ قبول ہی نہیں، تو پھر کیا قتل و ڈاکہ کا ایک شدید مجرم سزا سے بچ نجائے گا؟ ــــ ظاہر ہے مجرم کو سزا دینے کے لیے اس ایک عورت کی گواہی پر ہی انحصار کیا جائے گا جو اس مقتولہ کے ساتھ مکان میں موجود تھی ــــ پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ حدود و قصاص کے سلسلہ میں عورت کی گواہی قابلِ قبول نہیں؟

ــــ ہم کہتے ہیں کہ اگر اس مفروضہ میں تھوڑی سی تبدیلی کر لی جائے کہ ایک مکان میں دو عورتوں کی بجائے ایک عورت تنہا ہو، اور ڈاکو اس مکان میں گھس کر اس اکیلی عورت کو ہی قتل کر دے تو عدمِ شہادت کی بنا پر قتل و ڈاکہ کا یہ شدید مجرم تو پھر بھی سزا سے بچ جائے گا ــــ اب ہمارے اس اشکال کا جو جواب دیا جائے گا، وہی جواب مذکورہ بالا اشکال کے سلسلہ میں ہماری طرف سے قبول فرما کر شکریہ کا موقع دیا جائے!

اسی طرح "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" کے اصول کے تحت ایک خیال یہ سامنے آیا ہے کہ قانونِ شہادت کے سلسلہ میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص ہی نہیں ــــ استدلال یہ ہے کہ قرآن مجید نے احکام کے بیان میں "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ حالانکہ اس کے مخاطب مرد و زن دونوں ہیں۔ مثلاً روزوں کی فرضیت کے بارے میں فرمایا:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ!"

اس آیت میں عورتوں کا نام نہیں لیا گیا، لیکن روزے مرد و عورت دونوں پر فرض ہیں۔

لہٰذا شہادت کے سلسلہ میں بھی مرد و عورت کی قید کی کوئی ضرورت نہیں!

____ ظاہر ہے، یہ خیال بھی عورت کی نام نہاد ہمدردی کی بنا پر ظاہر فرمایا گیا ہے۔ ورنہ آیت قرآنی "فان لم یکونا رجلین فرجل وامرأتان" کے تحت دو مردوں یا ایک مرد اور دوسرے مرد کی بجائے دو عورتوں کی قید کیوں لگائی گئی ہے؟

____ اور اس کے باوجود بھی اگر قانون شہادت کے سلسلہ میں مرد و عورت کی کوئی تخصیص نہیں نظر آتی، تو یہی کہا جاسکتا ہے کہ ؏

بے چارے کے اعصاب پہ عورت ہے سوار!

حالانکہ اگر اسی دلیل کا جائزہ لیا جائے کہ روزے مرد و عورت دونوں پر فرض ہیں، لیکن مخاطب (بصیغہ مذکر "امنوا") صرف مرد ہیں، تو کیا یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ جب اس حکم الٰہی کے مخاطب مرد و عورت دونوں ہیں تو یہاں عورت کا نام لینا کیوں گوارا نہیں کیا گیا؟

؏ ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟

ہاں مذکورہ دلیل کی بنا پر اگر یہ کہا جائے کہ خدا ئے غفور و رحیم اپنی مخلوق پر انتہائی مہربان ہیں، ____ رؤف بالعباد ہیں ____ "وما ھو بظلام للعبید" کے تحت نہ مردوں کی بے جا حمایت کرتے ہیں اور نہ عورتوں پر کوئی ستم ڈھاتے ہیں، تو بات سمجھ میں آتی ہے ____ اور اس بنا پر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ شارع نے شریعت کے قوانین جیسے اور جو کچھ مقرر فرمائے ہیں، ان کو من و عن تسلیم کر لینے ہی میں ہماری عافیت اور طمانیت کے سامان پوشیدہ ہیں ____ وہ جس نے ہمیں پیدا کیا ہے، ہماری فطرت سے بھی بخوبی آگاہ ہے۔ لہٰذا اس کے مقررہ قوانین بھی فطری ہیں ____ بات ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، اس کے احکام کی اطاعت میں خیر ہی خیر ہے، جب کہ ان سے انحراف دونوں جہانوں میں ہمارے لیے مصیبت کا باعث ہے، جس کو اپنی محدود عقل کی بنا پر دعوت دینے سے ہمیں گریز ہی کرنا چاہیے!

____ دیکھئے قانون شہادت کے سلسلہ میں یہ آیت قرآنی کس قدر واضح ہے؟

"واستشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل

وامرأتان ممن ترضون من الشهداء! - الآیۃ

کہ "(مالی معاملات میں) اپنے مردوں میں سے دو گواہ کر لیا کرو ——— اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم بطورِ گواہ پسند کرلو!"

اب اس آیت قرآنی کی تفسیر میں درج ذیل فرمان رسول اللہ ملاحظہ فرمایئے اور بتایئے کہ اس کے بعد بھی اپنی طرف سے مزید کچھ کہنے کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے:

° عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "الیس شہادۃ المرأۃ مثل نصف شہادۃ الرجل؟" ——— قلنا "بلیٰ!"

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا ایک عورت کی شہادت ایک مرد کی نصف شہادت کے مثل نہیں؟" ——— ہم (صحابہؓ) نے کہا "کیوں نہیں، (اے اللہ کے رسولؐ!)"

اور مسلم شریف کی روایت میں ہے:

آپؐ نے فرمایا:

"فشہادۃ امرأتین تعدل شہادۃ الرجل!"

کہ "دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے!"

——— اب بھی اگر بعض خواتین یا حقوقِ نسواں کے چند نام نہاد علمبردار اس فرمانِ الٰہی اور اس فرمانِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انحراف کرتے ہوئے کوئی طوفان اٹھانا چاہیں، تو انہیں ایک اور فرمانِ رسول اللہ کو بھی پیشِ نظر رکھ لینا چاہیئے ——— آپؐ نے فرمایا:

"الجنۃ تحت اقدام الامھات!"

کہ "جنت ماں کے قدموں میں ہے!"

——— اب یہاں یہ شرف صرف عورت کو حاصل ہے جب کہ مرد اس سے محروم ہے! بات وہی ہے جو ہم نے عرض کی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر انتہائی مہربان ہیں۔ اور قوانینِ شریعت میں مرد و عورت، ہر دو میں سے کسی کے ساتھ بھی کوئی ناانصافی روا نہیں رکھی گئی ——— فرمایا اللہ رب العزت نے:

"للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن!"

کہ "مردوں کی کمائی مردوں کے لئے ہے اور عورتوں کی کمائی عورتوں کے لئے!"

مندرجہ بالا سطور میں قانون شہادت کے سلسلہ میں ہم نے صرف اس پہلو کو ملحوظ رکھا ہے کہ:

۱۔ قرآن مجید کے مفہوم و مطالب سمجھنے کے لیے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین کو پیش نظر رکھنا چاہیئے اور تفسیر بالرّائے کے مرتکب ہو کر عذاب الٰہی کو دعوت نہ دینی چاہیے ـــــ بالخصوص اس لیے کہ قانون شہادت کے سلسلے میں ان واضح احکام الٰہی کی مذکورہ تاویلات میں ہماری اپنی نفسانی خواہشات دخیل ہیں، اور جن کو بجا طور پر احکام الٰہی سے بغاوت کا نام دیا جا سکتا ہے!

۲۔ مرد و زن کی ہمدردی و عداوت کے نام پر کچھ کہنے سے پیشتر یہ سوچ لینا چاہیئے کہ ہم نہ اپنی ہمدردی سے کسی کا کچھ سنوار سکتے ہیں، نہ عداوت سے کسی کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں ـــــ یہ قدرت صرف اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے اور وہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں فرماتے:

"وما تشاؤن الّا ان یشآء اللہ رب العالمین" ـــــ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین!

ـــــ اور جہاں تک قانون شہادت کا تعلق ہے، ممکن ہے ہم آئندہ اس پر بالتفصیل روشنی ڈالیں ـــــ وما توفیقی الّا باللہ العلیّ العظیم!

(اکرام اللہ ساجد)